بیاد مجلسِ شیخ الحدیث

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب ـــــ : ـــــ مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہلِ حق

پیشاب سے عدم احتراز عذاب قبر کا باعث ہے

درس ترمذی کی تدوین اور افادات شیخ الحدیث مدظلہ کی ترتیب کے سلسلہ میں کام بحمداللہ شروع ہے حقائق السنن کے نام سے جلد اول چھپ چکی ہے۔ اسی سلسلہ میں جب ایک روز حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه

خود کو پیشاب کے قطروں سے بچاؤ کہ علی العموم عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔

زیر بحث آئی تو ارشاد فرمایا کہ واقعہ تو مشہور ہے نورالانوار وغیرہ میں بھی منقول ہے اور غالباً الکوکب الدری نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صحابی کا عذابِ قبر منکشف ہوا تو آپ نے ان کی بیوی سے اس صحابیؓ کے اعمال کی تحقیق فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ صاحب قبر چرواہے کا کام کرتا تھا۔ گائے بکریاں وغیرہ چراتے اور دوہا کرتے تھے مگر ان کے پیشاب سے مکمل اجتناب کا اہتمام کم تھا۔ جس کی وجہ سے اسے عذاب قبر میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ خود کو پیشاب کے قطروں اور تلویث سے بچایا کرو۔ کہ اکثر عذاب قبر اس وجہ سے ہوتا ہے۔

عذاب قبر کا فلسفہ و حکمت

حضرت شیخ الحدیث نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان کو پیشاب سے احتراز اور خود کو بچانے کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے عذاب قبر کی سزا اور ابتلاء میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ اور اس میں حکمت و مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاہی دربار میں حاضری کے وقت ہر شخص اولاً غسل کرتا اور میل کچیل کا ازالہ کرتا ہے۔ کپڑوں کو دھوتا ہے۔ طہارت و نظافت کے لئے ان کو خوب رگڑتا اور مانجھتا ہے۔ ان پر پانی بہاتا ہے پھر گرم آگ کی استری سے اس کے ٹیڑھے پن کو دور کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر کپڑا صاف ہوتا اور شاہی دربار میں جانے کے شایاں ہوتا ہے۔ لوہے سے زنگ دور کرنے کے لئے لوہار بھی لوہے کو آگ کی بھٹی میں ڈالتا ہے۔ پھر گرم کر کے اسے خوب کوٹتا ہے۔ تب کہیں جا کر اس کی صفائی ہوتی ہے۔ چونکہ یہاں بھی ایک مسلمان نے رب العالمین کے شاہی دربار میں حاضری دینی ہے اس لئے عذاب قبر کی صورت میں اولاً اس کے روح کے لباس (بدن) سے گناہوں

اور معصیت کی میل کچیل کو دھو کر صاف کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ ربوبیت میں ایسے حال میں حاضر ہو کہ اس کے وجود پر معصیت اور نافرمانی کا کوئی درجہ باقی نہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے روح کے لباس بدن کی صفائی کا کام منکر نکیر کے سوال و جواب سے شروع ہو جاتا ہے۔ پھر قبر میں اس لباس کو خوب پائمال اور نچوڑ نچوڑ کر معصیت اور گناہوں کے زنگ کو دور کر دیا جاتا ہے۔ پھر یوم القیامہ (جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے) کے احوال و شدائد سے اس کی مزید صفائی کر دی جائے گی۔ پھر پُل صراط پر گذر ہوگا۔

مسلم شریف میں ہے کہ پل صراط پر کنڈیاں (کلالیب) لگی ہوئی ہیں۔ جو گذرنے والے گنہگاروں کو چمٹ جائیں گی اور جسم کا خوب آپریشن ہوگا۔ بعض بدنصیب ایسے بھی ہوں گے کہ پل صراط پر بھی ان کے جسم کے فاسد اور گندے مادوں کا ازالہ قائم نہ ہو سکے گا۔ تو انہیں جہنم کے حمام میں غوطہ دیا جائے گا (العیاذ باللہ) جہاں ان کے بدن کے خراب اجزاء اور فاسد مادے جل جائیں گے۔ اس کے بعد وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ انہیں خدا کے حضور حاضری کا موقع دیا جائے تب انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ بعض بدنصیب ایسے بھی ہوں گے جن کا سارا وجود گناہ و نافرمانی اور اختیارِ کفر کی وجہ سے اس لوہے کی طرح فاسد ہوگا جو نام کا تو لوہا ہو مگر اندر اور باہر سے سارا زنگ کھا گیا ہو یعنی اس کے اندرونی اجزاء بھی زنگ آلود ہوں تو ایسے لوہے پر لوہار کبھی بھی محنت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو انگاروں کی بھٹی میں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

احترام اساتذہ
علمی ذوق اور دیانت کے نمونے

مجلس شیخ الحدیث مدظلہ میں طلبہ کے باہمی روابط اور احترام اساتذہ کی بات چھڑی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

الحمدللہ! اس دور میں بھی کچھ روایات اسلاف زندہ ہیں آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض حساس طلبہ جب بوجہ کسی عذر کے سبق سے رہ جاتے ہیں تو پھر وہی سبق اپنے ہم جماعت سے دریافت کر لیا کرتے ہیں مگر یہ صفت کم پائی جاتی ہے کہ اپنے ہم جماعت ساتھی کا اسی طرح احترام کریں جس طرح اپنے اساتذہ کا کرتے ہیں۔ مگر اکابر اور اسلاف امت میں تقویٰ، طلب علم اور دیانت کا کچھ ایسا غلبہ تھا کہ وہ اپنے ہم جماعت ساتھی کو جو انہیں تکرار کرتا یا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا یا غیر حاضری کی صورت میں پڑھا ہوا سبق بتاتا تو اس کا بھی وہی احترام کیا جاتا جو استاد کا کیا جاتا تھا۔ مثلاً حضرت مجاہدؒ اور حضرت طاؤسؒ دونوں ہم سبق ساتھی اور حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ہیں۔ ہوتا یوں کہ جب کبھی بوجہ کسی عذر کے حضرت مجاہد اپنے شیخ حضرت ابن عباسؓ کی درسگاہ میں حاضر نہ ہو سکتے تھے تو اس روز کی روایات (اسباق) اپنے ہم جماعت ساتھی حضرت طاؤس سے دریافت کر لیا کرتے تھے۔ اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ اپنے رفیق درس ساتھی حضرت طاؤس کو اپنا استاد یقین کر کے اپنی سماع روایت کی نسبت بھی ان کی طرف کر دیتے اور روایت انہی سے نقل کرتے تھے جیسا کہ جامع ترمذی[1] میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

---

[1] جامع ترمذی باب التشدید فی البول، عن الاعمش قال سمعت مجاہدا یحدث عن طاؤس

محض امکانات سے نجاست نہیں آتی

مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ وقوع نجاست کے اجمالی یا ظنی علم سے پانی نجس ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔
وقوع نجاست کے اجمالی یا ظنی علم سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ مثلاً جنگل میں ایک کنواں ہے جس کا منہ کھلا رہتا ہے علم اجمالی یہ ہے کہ اس کنوئیں میں گندگی گری ہوگی۔ مثلاً بارش کے پانی سے نجاست بہہ کر کنوئیں میں گر گئی ہوگی تو کنواں نجاست سے ملوث ہو گیا ہوگا۔ جیسے وہم کے مریض ساتھی جنگل میں جاتے ہیں تو ضرورت وضو کے وقت بھی صحراؤں کے کنوؤں کے پانی کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ یا ان سے پانی پینے کے لئے ساتھیوں کو روکتے ہیں کہ اس پانی سے وضو نہ کرو۔ اس میں کسی نے نجاست ڈال دی ہوگی مگر جو طلبہ ہوشیار رہتے ہیں وہ کہہ دیتے ہیں کہ جب یہ ممکن ہے کہ کسی نے نجاست ڈال دی ہوگی تو یہ عین ممکن ہے کہ کسی نے نکال بھی دی ہوگی۔

شیخ الہند کے درس میں

ارشاد فرمایا اس پر مجھے حضرت شیخ الہندؒ کے درس کے ایک طالب علم کی بات یاد آگئی۔ حضرت شیخ الہند سبق پڑھا رہے تھے کہ ایک پٹھان طالب علم نے اعتراض کر دیا۔ کہ حضرت یہاں شبہ ہے۔ حضرت شیخ الہند نے دریافت فرمایا کیا شبہ ہے۔ طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت! یہاں کوئی شبہ تو ضرور ہوگا تو حضرت شیخ الہندؒ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ اس کا کوئی جواب بھی ضرور ہوگا۔ تو مسئلہ کنوئیں وقوع نجاست کے علمی اجمالی دظنی میں جہاں یہ احتمال ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی چیز گری ضرور ہوگی۔ تو وہاں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ گری ہوئی چیز کسی نے نکال بھی دی ہوگی۔ بہر حال یہ علم اجمالی یا ظنی ہے۔ جو ایک گونہ شک کے مترادف ہے والیقین لا یزول بالشک زمانہ ماضی میں وقوع نجاست کے امکان کے لئے زمانہ ماضی میں اخراج نجاست کا علم اجمالی اور امکان کافی ہے۔ فتلک بتلک۔

غم عالم فراواں است
ومن یک غنچہ دل دارم

اسی مجلس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ملکی حالات، سیاسی صورت حال متحدہ شریعت محاذ، شریعت بل، دارالعلوم کے مسائل۔ نیز عوارض وامراض کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ڈر لگتا ہے کہ ذمہ داریاں زیادہ ہیں، کوتاہیاں بھی زیادہ ہیں کہیں اللہ کریم ناراض نہ ہو جائیں
احقر نے عرض کیا، حضرت! ایسے حالات اور ذمہ داریوں کی کثرت اور فکر امت کے تصور سے جب عالمگیر مغلوب ہو جاتے تو یہ شعر گنگنایا کرتے تھے ؎

غم عالم فراواں است ومن غنچہ دل دارم
چساں در شیشۂ ساعت کنم ریگ بیاباں را

ارشاد فرمایا، اللہ اللہ، وہ کتنے بڑے لوگ کتنے وسیع الظرف اور کتنے دیندار لوگ تھے۔ عالمگیرؒ کو قرآن یاد تھا، احادیث کا بہت سا ذخیرہ، سند کے ساتھ ازبر تھا۔ فقہی مسائل سے دلچسپی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس سے دین

کا کام لیا ورنہ اتنی وسیع حکومت اور نظم اور کثیر ذمہ داریوں اور مطلق العنان بادشاہی میں کب خدا یاد رہتا ہے اس کے دسترخوان پر ہر وقت چالیس علما موجود رہتے تھے پیش آمدہ مسائل اور اہم قانونی اور ملکی مسائل پہ باہم مشاورت جاری رہتی تھی۔ فتاویٰ ہندیہ ان کی بڑی تاریخی یادگار ہے۔ جب تک دنیا اس سے فائدہ حاصل کرتی رہے گی عالمگیر برابر اس کے اجر و ثواب میں استحقاق پاتے رہیں گے۔

والدین کی نافرمانی علاماتِ قیامت سے ہے ۲۵ نومبر۔ حسب معمول بعد العصر حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس میں حاضری ہوئی۔ اساتذہ اور طلبہ کے ادب و احترام کے سلسلہ میں بات چل پڑی تو ارشاد فرمایا قیامت کی نشانیوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان تلد الامۃ ربتھا۔ کہ عورتیں اپنی آقا ہیں جنیں گی۔ اب تقریباً وہی صورت حال پیش آرہی ہے ایسے خوش نصیب باپ کم ہیں جن کی اولاد ان کی فرمانبردار ہو۔ اسی طرح تلامذہ اور شاگرد اپنے اساتذہ کے روحانی اولاد ہیں۔ مگر سکول کالج کے علاوہ دینی مدارس میں اساتذہ سے بغاوت و نافرمانی اور بعض اوقات شدید گستاخی کی جو خبریں آرہی ہیں اس سے قلبی صدمہ ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ سب علامات قیامت کے آثار ہیں۔ یہ دعا کرتے رہئے کہ اللہ ناراض نہ ہو اور خاتمہ بالایمان نصیب ہو۔

خدمتِ دین اور طلبِ دنیا اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر رزق حلال اور اپنے ہاتھ پاؤں کی کمائی سے مال حاصل کر لیا جائے تو ایسا مال صالحین اور نیکوکاروں کے لئے اچھا اور مفید ہے۔ نعم المال الصالح لعبد الصالح۔ اچھا مال، اللہ کے نیک بندوں کے لئے مفید ہے۔

جو مال نیکی اور خدمتِ دین کا ذریعہ ہو وہ اچھا مال ہے۔ البتہ مال کی طلب ممنوع ہے۔ صحابہؓ تو مال طلب کرتے تھے آخرت کے لئے، اس کے باوجود انہیں مال کی طلب پر تنبیہ کی گئی۔

غزوۂ احد کے موقعہ پر جو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

منھم من یرید الدنیا ومنھم من یرید الاخرۃ

اللہ تعالیٰ حضرات صحابہؓ سے یہ گلہ اور شکوہ فرما رہے ہیں کہ تم میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو مال طلب کرتے ہیں حالانکہ طلب مال تو شانِ صحابہؓ سے گری ہوئی چیز ہے بعض حضرات نے یہاں یہ توجیہہ لکھی ہے اور خوب لکھی ہے۔

کہ حضراتِ صحابہؓ کا ارادہ دنیا اور مال کا تھا اس میں شک نہیں، مگر طلب دنیا کے لئے نہیں تھی دین کے لئے تھی اور آخرت کے لئے تھی اور تقدیر عبارت یوں ہو گی۔ ومنھم من یرید الدنیا للاخرۃ۔

مگر اس کے باوجود بھی تنبیہ کی کہ حسنات الابرار سیئات المقربین

تعلیم تعلم القرآن کریم ابھی یہ سلسلۂ گفتگو جاری تھا کہ دار الحفظ والتجوید کے تین اساتذہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی

(باقی صفحہ ۶۴ پر)